بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی ۔ یوم شنبہ ۔ قیمت ایک آنہ

جلد ۲۹	۲۲- ماہ نبوت ہش ۱۳۲۰	۲- ماہ ذوالقعدہ ۱۳۶۰ھ	۲۲- ماہ نومبر ۱۹۴۱ء	نمبر ۲۶۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰- ماہ نبوت ہش ۱۳۲۰۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو بدستور آشوب چشم اور سر درد کی تکلیف ہے۔ نیز ضعف قلب کی بھی شکایت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سیدہ امۃ السلام صاحبہ بیگم جناب مرزا رشید احمد صاحب کی حالت آج نسبتاً بہتر ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو کل سے سوزش بول کی بہت تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا بخار آج نسبتاً کم رہا۔ جگر کی حالت بھی بہتر ہے۔

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

اس دفعہ تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے میں دوستوں نے بہت اخلاص سے کام لیا ہے۔ اور گذشتہ سال کی نسبت اس سال کی وصولی ابتدائی ایام میں زیادہ رہی ہے۔ مگر اکتوبر سے اس میں کمی آگئی ہے۔ اور جو زیادتی وصولی ہوئی تھی۔ اس کی نسبت میں فرق پڑ گیا ہے۔ اب بہت تھوڑے دن سال ہشتم کی تحریک پر سال گزرنے میں رہ گئے ہیں۔ اور ان دوستوں کا فرض ہے کہ جو اب تک اپنا وعدہ ادا نہیں کر سکے۔ کہ وہ خاص زور لگا کر اس کمی کو پھر زیادتی میں بدل دیں۔ میں تحریک جدید کے مجاہدوں سے امید کرتا ہوں کہ وہ توجہ کر کے جلد سے جلد اپنے وعدوں کو پورا کر دیں گے۔

ان دوستوں نے جو اپنے وعدے ادا کر چکے ہیں۔ اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب ان کی باری ہے۔ جو اب تک ادا نہیں کر سکے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ بھی اخلاص میں دوسروں سے کم نہیں ہیں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے عمل سے میرے اس ظن کو پورا کر دیں گے۔ انشاء اللہ۔

پس اے دوستو! ہمت کرو۔ اور اپنے آگے بڑھنے والے بھائیوں کے ساتھ مل جاؤ۔ خدا تعالےٰ آپ لوگوں کی مدد کرے۔ آمین

خاکسار مرزا محمود احمد

اخراجاتِ جلسہ سالانہ اور احمدی جماعتیں

انتظامی لحاظ سے سالانہ جلسہ کی آمد میں ایک ماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ نظارت بیت المال کے بذریعہ اخبار الفضل، بار بار توجہ دلانے اور مالی مشکلات بیان کرنے کے باوجود ابھی تک مجوزہ بجٹ اخراجات جلسہ سالانہ کے مقابلہ میں بہت تھوڑی رقم وصول ہوئی ہے۔ نظارت بیت المال سے اس بارے میں جو تازہ اطلاع حاصل کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ۱۸- نومبر تک اخراجات جلسہ سالانہ کی مد میں کل رقم ۸۵۲۵ روپے ۱۰ آنے ۹ پائی وصول ہوئی ہے۔ مگر کل خرچ کا اندازہ ساڑھے پچیس ہزار روپیہ ہے۔ یہ اگرچہ اندازہ ہی ہے لیکن ایسا اندازہ۔ کہ اس میں اضافہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن بحالات موجودہ اس میں کمی ہونے کی قطعاً توقع نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ گندم اور دوسری ضروری اشیاء روز بروز گراں ہوتی جا رہی ہیں۔ ان حالات میں مجوزہ اخراجات میں سے صرف ایک تہائی رقم کا وصول ہونا جہاں منتظمین کے لئے مشکلات میں اضافہ کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ وہاں جماعت احمدیہ کے لئے بھی نہایت افسوسناک امر ہے۔

کسی معمولی مرکزی تحریک کے لئے بھی ضروری اخراجات کا بروقت مہیا نہ ہونا پسندیدہ امر نہیں ہے۔ پھر جلسہ سالانہ جو جماعت احمدیہ کی ایک ایسی مبارک تقریب ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت رکھی۔ اس کے لئے اخراجات کی یہ حالت قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ پس کسی مخلص احمدی کو یہ گوارا نہیں کرنا چاہیئے کہ حسب توفیق جو کچھ وہ دے سکتا ہے۔ اس کے پیش کرنے میں دریغ کرے۔ چونکہ ابھی وقت ہے۔ اس لئے وہ احباب جنہوں نے ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ ادا نہیں کیا۔ انہیں جلد سے جلد ادا کر دینا چاہیئے۔ اور اسے خدا تعالےٰ کا فضل و کرم سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس نے جلسہ سالانہ کی تقریب کے اخراجات میں شریک ہونے کی توفیق بخشی۔

اس موقعہ پر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کو بھی خاص توجہ اور کوشش سے کام لینا چاہیئے۔ احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی اہمیت بتا کر بار بار تحریک کرنی چاہیئے۔ کہ اس کے اخراجات پورے کرنا ان کا فرض ہے اور ان کیلئے دینی و دنیوی برکات کا موجب۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ بعض جماعتیں اس بارے میں اپنا فرض نہایت تندہی سے ادا کر رہی ہیں۔ اور اپنے ذمہ کی مقررہ رقم یا تو پوری کر چکی ہیں۔ یا عنقریب پوری کر دیں گی لیکن بعض بڑی بڑی جماعتیں بہت پیچھے ہیں۔ ان کے کارکنوں کو چاہیئے۔ کہ بیداری پیدا کریں۔ اور تھوڑا سا وقت جو جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے باقی ہے۔ اس میں اپنے ذمہ کی رقم ادا کر دیں۔

مطالبۂ وقفِ زندگی اور مولوی فاضل نوجوان

قوموں کی زندگی کا اندازہ اس کے نوجوانوں کی قربانی۔ اور اولوالعزمی سے لگایا جاتا ہے۔ اس امر کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا۔

"زندگی کی علامت یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنی جان لے کر آگے آئے اور کہے کہ اے امیر المومنین! یہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین اور اس کے اسلام کے لئے حاضر ہے۔ جس دن تم یہ سمجھ لوگے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں بلکہ اسلام کے لئے ہیں۔ جس دن سے تم نے محض دل میں ہی یہ نہ سمجھ لیا۔ بلکہ عملاً اس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا۔ اس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو۔"

پھر فرمایا:۔ "جو شخص دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے وہ ادنےٰ نہیں بلکہ اعلےٰ ہے بشرطیکہ ہر قسم کی کوتاہی سے اپنے آپ کو بچائے۔ جو قومیں اپنی جان بچانا چاہتی ہیں وہی مرتی ہیں اور جو قومیں اپنی جانوں کو ہتھیلیوں میں لئے پھرتی ہیں وہ زندہ رہتی ہیں۔ پس وہ نوجوان آگے آئیں جو دین کے کام میں مرنا چاہیں۔"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زندگی وقف کرنے کے لئے ایک بڑی شرط یہ قرار دی ہوئی ہے۔ کہ وقف زندگی کی درخواست دینے والا کم از کم بی۔ اے یا مولوی فاضل اور میٹرک پاس ہو۔ مگر اب حضور نے یہ سہولت عطا فرما دی ہے کہ آئندہ کے لئے مولوی فاضل مجاہدین کے انتخاب کے لئے یہ صورت ہوگی۔ کہ وہ پہلے دو سال تک کلاس مبلغین میں تعلیم حاصل کریں۔ اس عرصہ میں ان کو دس روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد ان کو بطور مستقل مجاہد لیا جاسکے گا۔ اس لئے مندرجہ بالا شق کے ماتحت جو دوست آگے بڑھنا چاہیں وہ اپنی درخواست فوراً ارسال کر دیں۔ تاکہ کلاس مبلغین میں داخل ہو کر پڑھائی کو جلدی شروع کر سکیں۔ (انچارج تحریک جدید قادیان)

فنا و بقا

بخدا کہ بندۂ حق ز خدا جدا نباشد — ز ندآں زماں انا الحق کہ درو انا نباشد
بہ حریم کبریائی گزر افتد آں کسے را — کہ ز کبر گشتہ فارغ گرو ریا نباشد
ز درِ فنا گزر کن برہِ بقا نظر کن — بہ جہانیاں خبر کن کہ فنا فنا نباشد
تو بہ ہمتِ بلندت ز شہاں گذشتہ باشی — کہ جز از ہمائے ہمت بجہاں ہما نباشد
عجب است ماجرائے کہ جفا بود وفائے — غمِ عشق گر بباشد غم ماسوا نباشد
ہمہ خلق مدعائے بہ دعائے باز جوید — تو بجو کہ مدعائے بجز از رضا نباشد
زِ تمتعِ حلاوت کہ نہ مومن است خالی — ہمہ نیشکر بباشد نئے بوریا نباشد

نہ فزوں بود فزوں تر غم و اضطراب حکم
دلِ دردمندِ ما را بہ جہاں دوا نباشد

خاکسار مظہر

الفضل کے خطبہ نمبر کے متعلق اعلان

جناب ڈپٹی محمد فقیر اللہ خان صاحب میرٹھ نے پچیس خطبہ نمبر الفضل جاری کرانے کے لئے رقم ارسال فرمائی ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء تجویز یہ ہے کہ ان میں سے پندرہ اخبار تو غیر احمدی طالبان حقیقت کے نام جاری کئے جائیں۔ اور دس اخبار ایسے غریب احمدی احباب کے نام جاری کئے جائیں جو الفضل کا خطبہ نمبر خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ پس دوستوں کا فرض ہے۔ کہ جلد تر غیر احمدی معززین کے نام بھی تحریر فرمائیں۔ اور غیر مستطیع ۲۲ احمدی بھائی اگلو درخواست بھیج سکتے ہیں۔ خاکسار ابو العطاء جالندھری قادیان

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مردانِ خدا کی علامات

"مردانِ خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے۔ ان پر حقائق اور معارف کھلتے ہیں۔ اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں۔ اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں۔ جو بلا واسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں۔ اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے۔ اور ابراہیمی صدق و صفا ان کو دیا جاتا ہے۔ اور روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں۔ اور خدا ان کا ہو جاتا ہے۔ ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ ان کے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے۔ جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم وہ دشمنوں کے حملہ سے معصوم۔ وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے۔ اور عجیب طور پر ان کی قبولیت ظاہر کرتا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۹-۸۰)

غیر مبایعین کے لئے لٹریچر کے متعلق ضروری اعلان

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے غیر مبایعین کے متعلق مسلسل ٹریکٹوں اور اشتہارات کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اس وقت تک حسب ذیل اشتہارات شائع ہو چکے ہیں۔ (۱) فیصلہ کے چار طریق (۲) ہمارے عقائد (۳) لاہوری پارٹی کا آخری لو تازہ فتویٰ (۴) لو فیصلہ ہو گیا (۵) جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا عدالت میں حلفیہ بیان (۶) مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر اتمام حجت (۷) مولوی محمد علی صاحب کی افسوسناک غلط بیانی (۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدعی نبوت ہونے پر مولوی محمد علی صاحب کا بیان (۹) مولوی محمد علی صاحب اور ان کی پارٹی کے سابقہ عقائد (۱۰) کلمہ گوؤں کے متعلق مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا فتوےٰ (۱۱) مولوی محمد علی صاحب اور ان کی پارٹی پر انتہائی اتمام حجت (۱۲) خاتم النبیین کے سچے معنی۔ اکابر غیر مبایعین کے بیانات (۱۳) بٹالوی معترض کے مکتوب کا جواب

یہ ٹریکٹ جماعتوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ آخر الذکر چار ٹریکٹ ان دنوں بھیجے جا رہے ہیں۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن جن مقامات پر ہماری طرف سے اشتہارات نہ پہونچے ہوں۔ اور وہاں کے غیر مبایعین کے لئے ٹریکٹوں اور اشتہارات وغیرہ کی ضرورت ہو تو دوست خط لکھ کر اشتہار منگوا لیں۔ نیز معلوم ہوا ہے کہ غیر مبایعین اپنے بعض اشتہارات باہر بعض جگہ تقسیم کر دیتے ہیں۔ لیکن مرکز میں ان کا کوئی نسخہ نہیں پہونچتا۔ چنانچہ ان کے بعض اشتہاروں کا ہمیں کافی دیر کے بعد علم ہوا ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ غیر مبایعین کا جو بھی اشتہار دیکھیں۔ اس کی ایک دو کاپیاں ضرور دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ میں فوراً بھیج دیا کریں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

وقارِ عمل میں شریک ہونا ہر بالغ احمدی کا فرض ہے۔

نظامِ خلافت کی ضرورت

مسئلۂ خلافت کے متعلق ہفتۂ تعلیم وتلقین چونکہ عنقریب منایا جائے گا۔ اس لئے احباب کی راہنمائی کے لئے خلافت کی ضرورت پر کسی قدر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس مضمون کا ابتدائی حصہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تقریر کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ جو حضورؑ نے جلسۂ خلافت جوبلی پر فرمائی تھی۔ (ایڈیٹر)

مغربیت کے زیر اثر آجکل کے نام نہاد مسلمانوں کا نوجوان طبقہ جسطرح اسلام کے اور بیسیوں احکام کو پس پشت ڈال چکا اسی طرح وہ اس اسلامی نظام کا بھی قائل نہیں جسے اس نے خلافت کی صورت میں نبی نوع انسان کے سامنے پیش کیا ہے اور اسکی دلیل اس طبقہ کی طرف سے یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ امت کے نظام کا معاملہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ اسے مذہب کے ساتھ وابستہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی مذہب کا اس بات سے کوئی تعلق ہے۔ کہ مسلمانوں کا نظام کس رنگ کا ہونا چاہیئے۔ یہ امر مسلمانوں کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ وہ جو طریق مناسب سمجھیں اختیار کرلیں۔ مثلاً ان کی خواہش ہو۔ تو وہ جمہوریت کو پسند کریں۔ چاہیں تو بالشویک اصول اختیار کرلیں۔ مناسب سمجھیں۔ تو کسی خود مختار بادشاہ پر متفق ہو جائیں۔ اور اگر چاہیں۔ تو آئینی بادشاہت کے اصول کو تسلیم کرلیں۔

یہ سوال جو مغرب زدہ نوجوانوں کے قلوب میں پایا جاتا ہے۔ نہایت اہم ہے اور اسی پر نظامِ خلافت کی ضرورت یا عدم ضرورت کا دارومدار ہے۔ کیونکہ اگر یہ درست ہو۔ کہ اسلام کوئی خاص نظام پیش نہیں کرتا۔ تو خواہ مذہبی خلافت ہو۔ یا خلافت سلطنت ہو۔ دونوں کے متعلق یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور مسلمان اس بارہ میں آزاد ہیں۔ کہ وہ ہر ملک اور ہر زمانہ میں جس شکل میں مناسب سمجھیں۔ اپنے لئے ایک نظام تجویز کرلیں۔ پھر اس سوال کے درست ہونے کی صورت میں نہ صرف مسلمان ہر زمانہ میں اپنے نظام کے بارے میں آزاد سمجھے جائیں گے بلکہ اس خلافت راشدہ پر بھی اس کی زد پڑے گی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم ہوئی۔ اور کہنا پڑے گا۔ کہ خلافت اس وقت کے مسلمانوں کا ایک وقتی فیصلہ تھا۔ آئندہ کے لئے اس سے کوئی استدلال کرنا درست نہیں۔

اس سوال کی صحت یا عدم صحت معلوم کرنے سے پہلے ہمیں دُنیا کے مذاہب کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔ کہ آیا سب مذاہب ایک ہی رنگ رکھتے ہیں۔ یا ان میں کوئی فرق ہے؟ اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت جب مذاہب کا جائزہ لیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا میں دو قسم کے مذہب پائے جاتے ہیں۔ اوّل وہ مذہب جن کا دائرہ عمل بہت محدود ہے۔ اور ان کی تعلیم صرف چند عبادات یا اذکار بتانے پر مشتمل ہے۔ دُنیوی اعمال یا ملکی نظام سے تعلق رکھنے والے امور میں وہ کوئی دخل نہیں دیتے۔ جیسے مسیحی مذہب ہے۔ کہ اس میں عبادات وغیرہ کے متعلق تو بعض باتیں پائی جاتی ہیں مگر نظام سے تعلق رکھنے والے امور پر اس نے کوئی بحث نہیں کی۔ اس کے مقابلہ میں بعض ایسے مذاہب بھی ہیں جنہوں نے صرف عبادات اور اذکار تک ہی اپنی تعلیموں کو محدود نہیں رکھا۔ بلکہ باہمی تعلقات اور نظام حکومت پر بھی بحث کی ہے۔ اور اس کے متعلق تفصیلی قواعد بیان فرمائے ہیں۔

جو لوگ پہلی قسم کے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب ہمارا مذہب نظامِ قومی اور نظام ملکی میں کوئی دخل نہیں دیتا۔ تو ہم لوگوں کو کیوں اس بات کا پابند قرار دیں۔ کہ وہ اپنا نظام مذہب کے ماتحت رکھیں۔ لیکن جن لوگوں کا تعلق دوسری قسم کے مذاہب سے ہو۔ انہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حکومت اور نظام کے معاملہ میں بھی مذہب کو دخل اندازی کا حق حاصل ہے۔ اور ان احکام کی پابندی اُن کے لئے ویسی ہی ضروری ہے۔ جیسے نماز۔ اور روزہ اور حج کی۔

اب ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام کن مذاہب میں شامل ہے۔ آیا ان مذاہب میں جو صرف عبادت تک اپنی تعلیم محدود رکھتے ہیں۔ یا اُن مذاہب میں جو نظام کے متعلق بھی تفصیلی قواعد پیش کرتے ہیں اس کے لئے کسی گہرے غور کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث پر ایک سرسری نظر ڈال کر ہی معلوم کرسکتا ہے۔ کہ اسلام دوسری قسم کے مذاہب میں شامل ہے۔ اس نے صرف عقائد ہی بیان نہیں کئے۔ اس نے صرف عبادات کی تفصیل ہی پیش نہیں کی۔ اس نے صرف انفرادی اعمال پر ہی زور نہیں دیا۔ بلکہ وہ اجتماعی۔ اور نظامی احکام کو بھی پیش کرتا ہے۔ اور حکومت اور قانون سے تعلق رکھنے والے امور بھی اس نے تفصیلاً بیان کئے ہیں۔ چنانچہ

۱۔ اس نے میاں بیوی کے تعلقات پر بحث کی ہے۔

۲۔ اس نے لین دین کے قواعد پر بحث کی ہے۔

۳۔ اس نے تجارت کے اصول بیان کئے ہیں۔

۴۔ اس نے شہادت کے قوانین بیان کئے ہیں۔ جن پر قضاء کی بنیاد ہے۔

۵۔ اس نے مختلف جُرموں کی جسمانی سزائیں تجویز کی ہیں۔ مثلاً اس نے بتایا ہے۔ کہ قتل کی یہ سزا ہے۔ اور چوری کی یہ سزا ہے۔

۶۔ اس نے وراثت کے قوانین بیان کئے ہیں۔

۷۔ اس نے ٹیکسوں کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ اور حکومت ان ٹیکسوں کو خرچ کرنے کا جو اختیار رکھتی ہے۔ اسے بھی بیان کیا ہے۔

۸۔ اس نے فوجوں کے متعلق قواعد بیان کئے ہیں۔

۹۔ اس نے معاہدات کے متعلق قواعد بیان کئے ہیں۔

۱۰۔ اس نے بین الاقوامی تعلقات کے متعلق ہدایات دی ہیں۔

۱۱۔ اس نے مزدوروں اور سرمایہ داروں کے متعلق احکام بیان کئے ہیں۔

غرض قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث پر غور کرنے والا کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام نے نظام کو آزاد نہیں چھوڑا۔ بلکہ حکومت کے ہر شعبہ پر سیر کُن بحث کی ہے پس جو شخص اسلام کا پیرو کہلاتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مذہب کو ان امور سے کیا واسطہ؟ لوگ آزاد ہیں۔ کہ وہ اپنے لئے جو طریق مناسب سمجھیں۔ اختیار کرلیں بلکہ اُسے نظام سے تعلق رکھنے والے امور میں بھی اسلامی احکام کی اسی طرح اتباع کرنی پڑے گی۔ جس طرح نماز اور روزہ۔ اور حج اور زکوٰۃ کے بارہ میں اسلامی احکام کی اتباع کی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ نظام کا کام لوگوں کو بعض باتوں کا حکم دینا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں یہ حق قطعی طور پر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ما اٰتاکم الرسول فخذوہ۔ ہمارا یہ رسول تمہیں جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر عمل کرو۔

اسی طرح نظام کا کام لوگوں کو بعض باتوں سے روکنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ حق بھی دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وما نھاکم عنہ فانتھوا (حشر رکوع ۱) کہ جس بات سے تمہیں یہ روکے۔ اس سے رُک جاؤ۔

پھر نظامِ حکومت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو افراد کی مالی۔ جانی اور رہائشی آزادی پر پابندی عائد کرسکتی۔ یا خاص حالات میں انہیں سلب کرسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ حق بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا کہ تو ان سے مال لے۔ اور اس طرح انکو پاکیزہ بنا۔

پھر قرآن کریم میں جابجا ذکر آتا ہے کہ تم ان سے جانیں بھی طلب کرسکتے ہو۔ اور انہیں جنگ پر لے جاسکتے ہو۔

اسی طرح فرماتا ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض۔ اس آیت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جرائم کی سزائیں دینے۔ انہیں ملک سے نکالنے اور قتل کرنے کے بھی اختیارات دیئے گئے ہیں۔ جو نظام کا حصّہ ہیں۔

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق امور حکومت کے انصرام سے کسی وقتی ضرورت کے ماتحت نہیں تھا۔ بلکہ یہ شریعت کا حصہ ہے۔ جس طرح نماز اور روزہ وغیرہ احکام مذہب کا جزو ہیں۔ اسی طرح نظام ملکی کا کام بھی مذہب کا ہی حصہ ہے۔ اور کوئی قوم اپنی ذاتی رائے کے ماتحت اس سے آزاد نہیں ہو سکتی۔ غرض شریعت اسلامی سے ایک ملکی اور قانونی نظام ثابت ہے۔ اور اسی نظام کے قیام کے لئے ابتدائے اسلام میں خلافت قائم ہوئی۔ اور اسی نظام کے قیام کے لئے اب بھی خلافت کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے کوئی شخص کہہ دے۔ کہ یہ احکام تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ احکام کس طرح قابل عمل ہو سکتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے جیسے نماز اور روزہ کے احکام دیئے ہیں۔ اسی طرح ملکی اور قومی نظام سے تعلق رکھنے والے احکام بھی بیان کئے ہیں۔ پس جس طرح نماز اور روزہ کے احکام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک ختم نہیں ہو گئے۔ اسی طرح ملکی یا قومی نظام سے تعلق رکھنے والے امور بھی آپ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گئے۔ کیونکہ جس طرح افراد کی روحانی ترقی کے لئے نماز اور روزہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح قومی ترقی کے لئے نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس جس طرح نماز باجماعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے نائبین کے ذریعہ ادا ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ نظام سے تعلق رکھنے والے احکام بھی آپ کے نائبین کے ذریعہ پورے ہوتے رہیں۔ اور یہی نائب ہیں جنہیں دوسرے الفاظ میں خلفاء کہتے ہیں۔ پس مسلمان اپنے نظام میں آزاد نہیں بلکہ وہ مجبور ہیں کہ شریعت اسلامیہ کے احکام کے ماتحت اسی منہاج پر اپنے نظام کو چلائیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ قائم ہوا۔ اور جسے آپ کی وفات کے بعد خدا تعالےٰ نے خلافت کی شکل میں مسلمانوں میں قائم کیا::

صداقت احمدیت

عالمگیر جنگ کا عذاب اور قرآنی معیار

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنا یہ ازلی اور لازوال قانون بیان فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا پر عالمگیر تباہ کن عذاب نازل کرنے سے پہلے بنی نوع انسان کو بیدار اور ہوشیار کرنے کے لئے اپنا کوئی رسول مبعوث فرماتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً (بنی اسرائیل پارہ ۱۵) کہ ہم دنیا پر کبھی کوئی عالمگیر عذاب نازل نہیں کرتے۔ جب تک کہ اس سے پہلے اپنا کوئی رسول مبعوث نہ کرلیں۔ گویا اللہ تعالےٰ کے رحم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی بدعملیوں اور نافرمانیوں کی حقیقی سزا دینے سے قبل ان پر آخری اتمام حجت کرنے کے لئے اپنا ایک رسول مبعوث فرمائے۔ تا عالمگیر اور بربادی افگن عذاب کے آنے پر وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ لولا ارسلت الینا رسولاً فنتّبع اٰیاتک من قبل ان نذلّ ونخزیٰ (طٰہٰ ع ۸ پارہ ۱۶) کہ اے خدا تو نے ہمارے پاس کیوں کوئی رسول نہ بھیجا۔ کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کر لیتے۔ اور اس عذاب سے ذلیل اور رسوا نہ ہوتے۔ پس قرآن مجید کے بیان فرمودہ اصول کے مطابق ممکن نہیں کہ دنیا میں کوئی عالمگیر عذاب آئے۔ اور اس سے پہلے خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث نہ ہو چکا ہو۔ یہ خدا کی سنت لاتبدیل ہے۔

موجودہ عالمگیر جنگ

آج دنیا ایک خطرناک اور تباہ کن عالمگیر جنگ کے عذاب میں مبتلا ہے۔ دنیا کے خرمن امن کو آگ لگ چکی ہے۔ کوئی ملک اور کوئی سلطنت اس عالمگیر تباہی کے اثرات سے محفوظ نہیں۔ دنیا کے موجودہ نظام کی بنیادیں اکھیڑی جا رہی ہیں۔ آسمان اور زمین کا خدا اپنی قہری تجلی کے ساتھ دنیا پر جلوہ نما ہو رہا ہے۔ زمین جھٹکے کھا کھا کر بنی نوع انسان کو خواب غفلت سے بیدار کر رہی ہے۔ اور آسمان اپنے تباہ کن حملوں سے بنی نوع انسان کو اس کی بدعملیوں کی سزا دینے میں مصروف ہے۔ بڑی بڑی شوکت و جلال والی سلطنتیں تباہ برباد ہو چکی ہیں۔ جانبدار اور غیر جانبدار ممالک اس جنگ کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کی صف لپیٹی جا رہی ہے۔ موت۔ بربادی۔ تباہی۔ ہلاکت۔ خونریزی اور غارت گری نے اپنے دامن کو وسیع سے وسیع تر کرتے ہوئے دنیا کی تمام اقوام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ غرض دنیا ایک ایسے عالمگیر عذاب میں مبتلا ہے۔ کہ جس کی نظیر انسان کی گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ دنیا اس قدر خطرناک عذاب میں مبتلا ہو۔ کروڑوں بچے یتیم ہو رہے ہوں۔ لاکھوں مائیں اپنے بچوں سے بھائی بھائیوں سے عورتیں اپنے خاوندوں سے ہر روز ہمیشہ ہمیش کے لئے جدا کئے جا رہے ہوں۔ شہروں کے شہر اور ملکوں کے ملک آناً فاناً مٹی کا ڈھیر بن رہے ہوں۔ اور مرنے والوں۔ زخمیوں اور ان کے لواحقین کی آہ و بکا اور چیخ و پکار سے عرش خداوندی ہل رہا ہو۔ انسان کے خون سے روئے زمین لالہ زار بن رہی ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی رسول مبعوث نہ ہوا ہو۔

ہاں آسمان اور زمین کا ٹل جانا ممکن ہے مگر قرآن مجید کی کسی آیت کا ٹلنا ممکن نہیں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں صاف اور غیر مبہم الفاظ میں بیان فرما دیا ہے کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً ممکن نہیں کہ ہم دنیا پر کوئی عالمگیر عذاب نازل کریں۔ جب تک کہ اس سے پہلے کوئی رسول مبعوث نہ فرمالیں۔

پس جب یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا آج عالمگیر عذاب میں مبتلا ہے۔ اور خدائے خشمگیں اپنی قہری تجلیات کے نظارے دنیا کو دکھا رہا ہے۔ تو پھر یہ بھی لازمی اور یقینی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے قانون قدیم اور لاتبدیل کے مطابق کوئی رسول ہمارے درمیان مبعوث ہو چکا ہے۔

بانیٔ احمدیت کی بعثت

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہمارے زمانہ میں قادیان کی سرزمین سے خدا کا فرستادہ ہونے کا دعوےٰ فرمایا۔ دنیا نے آپ کی مخالفت کی۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک جانثاروں کی عظیم الشان جماعت دی اور اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے آپ کے ذریعہ متفرق افراد کو ایک امام کے ہاتھ اور ایک ہی مرکز پر اکٹھا کر دیا۔ اس کے ہر فرد کے دل میں اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی توحید اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے اپنی جان۔ مال اور دنیا کے تمام دیگر اموال و املاک کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہاں وہ اس عظیم الشان مقصد کو لے کر اکناف عالم میں پھیل گئے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی عورتوں نے مادیت کے مرکز لنڈن میں خانۂ خدا کی تعمیر کر دی۔ جس کے مینار سے روزانہ پانچ وقت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ کی صدا بلند ہو کر اہل مغرب پر اتمام حجت کرتی ہے۔ غرضکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی دعوت کسی خاص ملک یا قوم تک محدود نہ تھی۔ کیونکہ جس شریعت (قرآن) کی اشاعت کے لئے حضور مبعوث کئے گئے تھے۔ اس کے مخاطب روئے زمین کے تمام انسان تھے۔

موجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئیاں

آپ نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر عالمگیر عذابوں کے آنے سے پہلے تمام دنیا کو متنبہ کیا۔ تاکہ اپنی اصلاح کرکے ہلاکت و بربادی سے بچ جائے۔ چنانچہ آپ نے جہاں طاعون اور زلازل کے متعلق قبل از وقوع پیشگوئی فرمائی۔ وہاں موجودہ اور اس کے بعد کی عالمگیر تباہی سے بھی اہل یورپ اور ایشیا اور جزائر انگلستان کے رہنے والوں کو مطلع فرمایا۔ حضور کے ارشادات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں فرماتا ہے۔ وتَرَکنا بعضہم

يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ۔ یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کرکے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی۔ اور جس کو خدا چاہے گا۔ فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم ایڈیشن سوم ص۲۱۱ تصنیف ۱۸۹۱ء)

(۲) حضرت مرزا صاحبؑ نے صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی مرحوم و مغفور کو مخاطب کرکے فرمایا۔ "خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا۔ اور فتنہ پرداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دے گا۔ باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں۔ وہ کٹ جائیں گے۔ اور دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ اور وہ اول الحشر ہوگا۔ تمام بادشاہ ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے۔ اور ایسا کشت و خون ہوگا۔ کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آئے گی اور ان تمام واقعات کا مرکز ملکِ شام ہوگا۔" (تذکرۃ المہدی حصہ دوم ص۳ مصنفہ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی مرحوم مطبوعہ ۱۹۲۳ء)

موجودہ جنگ کے حالات سے باخبر رہنے والے لوگ خوب جانتے ہیں کہ باوجود اس امر کے کہ فرانس اس جنگ کے ابتداء ہی میں مغلوب ہوکر ہتھیار ڈال چکا تھا اور ملکِ شام جس کے اس پیشگوئی میں "جنگ کا مرکز" بننے کا ذکر ہے۔ فرانس کا علاقہ ہے۔ اور اس وجہ سے بالکل غیر اغلب تھا۔ کہ شام میں لڑائی ہو۔ مگر واقعات نے کس حیرت انگیز طریق پر پلٹا کھایا۔ اور وشی گورنمنٹ کی جرمن حکومت کے ساتھ خفیہ سازباز کے نتیجہ میں جنگ ملک شام میں آگئی۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء میں تحریر فرماتے ہیں "وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دُنیا پر ہی گر گئے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کی ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے۔ اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں۔ ان پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان زلزلوں سے امن میں رہو گے؟ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے!۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد و یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا۔ کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو۔ تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷)

احباب کرام! قرآن مجید کے بتائے ہوئے معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کریں کہ کیا موجودہ عالمگیر جنگ کا عذاب اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبل از وقت پیشگوئیاں صرم حضور کے دعویٰ کی صداقت پر شاہد ناطق نہیں؟ (احقر ملک عبدالرحمٰن خادم بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ گجرات۔ منجانب مجلس خدام الاحمدیہ گجرات)

تحقیق الادیان

کیا سنسکرت زبان میں "اوم" خدا کا ذاتی نام ہے؟

سوامی دیانند جی نے موجودہ ویدوں کو الہامی اور سنسکرت زبان کو سب زبانوں سے اعلےٰ ثابت کرنے کے لئے جہاں اور بہت سے بے بنیاد دعوے کئے۔ وہاں یہ بھی کہا۔ کہ "اوم" خدا کا ایسا ذاتی نام ہے کہ اس کا ایک ایک حرف خدا کے کئی کئی ناموں کو بتا رہا ہے۔ اس کے متعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سوامی جی کا یہ دعوےٰ بالکل بے بنیاد اور سراپا باطل ہے۔

پہلی دلیل

کسی لفظ کے معنے کرنے میں اگر اختلاف ہو۔ تو اس کے فیصلے کا صحیح طریق یہ ہے کہ جس زبان کا وہ لفظ ہو۔ اس کی لغت میں اس لفظ کے معنے دیکھے جائیں۔ اس طریق سے اگر لفظ اوم کو دیکھا جائے۔ تو یہ ہرگز خدا کا ذاتی نام ثابت نہیں ہوتا کیونکہ سنسکرت زبان کی کسی بھی لغت میں اسے خدا کا ذاتی نام نہیں بتایا گیا۔ بلکہ اس کے معنی "تائید کرنا" وغیرہ لکھے ہیں۔ (دیکھو کتاب سنسکرت شبد کوتسبھ ۱۹۵)

ذاتی نام کی تعریف یہ ہے۔ "ایسا اسم جو کہ محض اپنے مسمّٰی کی حقیقت ظاہر کرے اور اس کی ذات کے علاوہ کسی اور وجود پر صادق نہ آئے۔ یعنی اور کوئی معنے نہ دے اس تعریف کو اگر "اوم" پر چسپاں کرکے دیکھیں۔ تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ اوم ہرگز خدا کا ذاتی نام نہیں۔ کیونکہ کسی بھی سنسکرت لغت میں اوم کے معنے جامع جمیع صفات کاملہ یعنی ایسی ذات پاک اس میں تمام صفات کامل طور سے پائی جاتی ہوں نہیں آتے۔ اب رہی دوسری شق۔ یعنی ذاتی نام سوائے اپنے مسمّٰی کی ذات کے کسی دوسرے وجود پر صادق نہیں آتا۔ سو یہ بات بھی اوم کے لفظ میں بالکل نہیں۔ بلکہ لغت میں اس کے معنے "تائید کرنا۔ تصدیق کرنا وغیرہ آتے ہیں اور یہ بات صرف خدا کیلئے مخصوص نہیں ہے۔

دوسری دلیل

اگر اوم خدا کا ذاتی نام ہوتا جیسا کہ سوامی جی کا دعوےٰ ہے تو چاہیئے تھا کہ ویدک لٹریچر میں ایک نہیں بیسیوں مقامات پر اوم کی صفات اور اس کے کارنامے بیان ہوتے۔ مثلاً اوم مخلوق کا خالق ہے۔ اوم رازق ہے۔ اوم فنا کرنے والا ہے اوم بارش برساتا ہے۔ اوم نے وید نازل کئے۔ اوم نے رشی بھیجے وغیرہ وغیرہ۔ مگر ویدوں کو شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ ان میں ایک جگہ بھی کوئی ایسی بات نہیں ملے گی۔ جس میں اوم کی صفات یا کوئی کارنامہ بیان ہوا ہو۔ حالانکہ ویدوں میں آگ۔ ہوا۔ سورج۔ زمین۔ آسمان۔ اور پانی تک کی صفات اور کارنامے کثرت سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی کا دعوےٰ بے بنیاد ہے۔

تیسری دلیل

سارے سنسکرت لٹریچر میں اعلیٰ درجہ ویدک لٹریچر کا ہے اور ویدک لٹریچر کی اکثر کتب وید۔ اور برہمن گرنتھ وغیرہ۔ جو کہ مستند مانی جاتی ہیں۔ پرانی سنسکرت میں ہی لکھی ہوئی ہیں۔ اگر اوم خدا کا ذاتی نام ہوتا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ ان کتابوں میں یہ لفظ ان معنوں میں استعمال ہوتا مگر کسی ایک جگہ بھی یہ لفظ خدا کے ذاتی نام کے طور پر نہیں آیا۔ بلکہ ان معنوں میں کثرت کے ساتھ استعمال ہوا ہے جن کو خدا کی ذات پاک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مثلاً ایک معنے تو اس کے "ہاں" کے ہیں۔ اور دوسرے "تصدیق" کے ہیں۔ مثلاً رام نے لچھمن سے پوچھا۔ بتاؤ۔ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ لچھمن نے کہا چار۔ رام نے یہ جواب سنکر کہہ یا اوم۔ یعنی ہاں ٹھیک ہے۔ پرانی کتب میں علاوہ ان دو معنوں کے اور کسی معنی میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوا رشت پتھ برہمن کانڈ ۱۴ صفحہ ۵۸۴ و ۵۸۵ میں لکھا ہے۔ "وویہ کے بیٹا جنک یگیہ کر رہا تھا۔ تو اس نے یاگو لکیہ نامی رشی سے سوال کیا کہ بتائیے دیوتا کتنے ہیں۔ یاگو لکیہ نے جواب میں

کہا۔ کہ دیوتا تین ہزار تین سو تین ہیں۔ جنک نے یہ جواب سن کر کہا۔ اوم۔ یعنی ہاں ٹھیک ہے۔ جنک نے پھر دوبارہ یہی سوال یاگولکیہ سے کیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ کل دیوتا تینتیس ۳۳ ہیں۔ جنک نے یہ جواب سنکر اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ اوم۔ یعنی ہاں ٹھیک ہے۔ جنک نے تیسری بار پھر یہی سوال رشی یاگولکیہ سے کیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ کل دیوتا تین ہیں۔ جنک نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ اوم۔ یعنی ہاں ٹھیک ہے۔ جنک نے چوتھی دفعہ پھر یہی سوال رشی یاگولکیہ سے کہا۔ اس نے جواب دیا کہ کل دیوتا ڈیڑھ ہیں۔ جنک نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ اوم۔ یعنی ہاں ٹھیک ہے"۔

اسی کتاب کے کانڈ ۱۴ میں بھی یہی سوال وجواب درج ہیں۔ پھر ہندوؤں کی دوسری الہامی دستاویز کتاب ایترے براہمن ادھیائے ۶ سطر ۱ میں لکھا ہے۔

"دیوتا اتنے بڑے سخی ہیں۔ کہ ان کا "نہیں" بھی انسانوں کے اوم یعنی ہاں کے برابر ہے"

اور کئی مقامات پر بھی یہ لفظ انہی دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس سے بھی صاف ثابت ہے۔ کہ سنسکرت زبان میں یہ خدا کا ذاتی نام نہیں۔

ایک وہم کا ازالہ

اگر کوئی کہے۔ کہ آجکل تو ہندو قوم کا ہر فرد "ادم ادم" پکارتا نظر آتا ہے۔ اور وہ اسے خدا کا نام سمجھتے ہیں۔ اس کے متعلق گذارش یہ ہے۔ کہ یہاں بحث سنسکرت زبان سے ہے۔ نہ کہ ہندو قوم کے رسم ورواج سے۔ وہ پکارتے ہیں۔ تو سو بار پکاریں۔ اگر کوئی انسان یا کوئی قوم کسی لفظ کو غلط طریق سے استعمال کرنا شروع کردے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔ کہ اب اس لفظ کے یہی معنے صحیح ہیں۔ بلکہ ہم صرف یہی کہ سکتے ہیں۔ کہ اس لفظ کے صحیح معنے وہی ہیں۔ جو لغت میں لکھے ہیں۔ یہ معنے جوکہ اس قوم نے ادم لفظ کے اب کئے ہیں۔ ان کے اعتقاد کے اعتبار سے صحیح ہوں تو ہوں۔ مگر زبان دانی اور لغت کی رُو سے ہرگز صحیح نہیں ہیں۔ پھر اب بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ "اوم خدا کا ذاتی نام ہے" سوامی دیانند جی کے۔ اور اس کی وجہ بھی یہ تھی۔ کہ عربی زبان میں خدا کا ذاتی نام اللہ آتا ہے۔ اور سنسکرت میں خدا کا ذاتی نام کوئی نہیں۔ اور یہ سنسکرت زبان میں عربی زبان کے بہت بڑی خامی اور نقص ہے۔ اسلئے اس نقص اور خامی کو چھپانے کے لئے سوامی جی نے یہ بے بنیاد دعوےٰ کردیا۔ خاکسار ناصر الدین عبداللہ پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان

ہندو مسلم اتحاد کا زرّیں اصل

پاکستان سکیم کے مقابلہ کیلئے ایک خاص پروگرام کے ماتحت مسٹر کے۔ ایم منشی سابق ہوم منسٹر بمبئی نے ایک محاذ قائم کرنے کی تجویز کی ہے۔ آپ ان دنوں دورہ کر رہے ہیں۔ اخبارات میں انکی لاہور کی تقریر شائع ہوئی ہے۔ جس میں انہوں نے کہا۔ "ہندوؤں اور مسلمانوں کے اقتصادی مفاد بھی ایک دوسرے سے وابستہ ہیں جب قطب الدین ایبک آیا۔ تب سے ہندو اور مسلمان ایک رہے ہیں۔ اور ۱۸۵۷ء میں ہندو اور مسلمان ملکر مغل بادشاہ کے لئے لڑے انگریزوں کے آنے پر بھی ہم ایک رہے ہیں۔ لیکن اب ہم پاکستان کا نعرہ سن رہے ہیں۔ یہ نعرہ یکلخت ہی ہمارے سامنے نہیں آگیا۔ بلکہ آہستہ آہستہ یہ کھچڑی پک رہی تھی۔ ۱۹۰۸ء تک ہندو اور مسلمان کا کوئی سوال نہیں تھا۔ اور وہ آپس میں بھائیوں بھائیوں کی طرح رہتے تھے لیکن انگریز کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ ۱۹۰۹ء میں ان میں تفریق کی بنیاد پڑی"۔ (دیر بھارت ۲ نومبر ۴۱ء)

مسٹر منشی کے اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمان حکومت واقتدار کے باوجود ہمیشہ ہندوؤں سے شیر وشکر رہے مسلمانوں نے کبھی ہندوؤں سے نفرت کا اظہار نہ کیا۔ ۱۹۰۸ء تک ہندو اور مسلمان کا کوئی سوال نہ تھا۔ اس تفریق کی بنیاد ۱۹۰۹ء میں رکھی گئی۔

میں اس بیان کے بعض حصوں سے اختلاف رکھنے کے باوجود یہ ضرور مانتا ہوں۔ کہ اب ہندو مسلم اتحاد کی منزل بہت دور جاچکی ہے۔ ۱۹۰۸ء اور اس کے قریب زمانہ میں اس اتحاد کی بنیاد کو استوار کیا جاسکتا تھا۔ اور اس رشتہ کو ہمیشہ کے لئے محکم بنایا جاسکتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی پاکیزہ زندگی کے آخری لمحات میں پیارے وطن کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کے سامنے شاہراہِ عمل پیش کی۔ ان کو صلح کا پیغام دیا۔ اور ایسا طریق بتایا جس سے اتحاد قائم ہوسکتا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کی اہمیت کے متعلق آپ نے فرمایا:۔

"ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں۔ کہ یہ ایک خیال محال ہے۔ کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہوکر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے۔ یا مسلمان اکٹھے ہوکر ہندوؤں کو جلا وطن کر دینگے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے۔ تو دوسرا بھی اس میں شریک ہوجائیگا۔" (رسالہ پیغام صلح ۱۹۰۸ء ص ۵)

عام لوگ جب ہندو مسلم اتحاد کے سوال پر غور کرتے ہیں۔ تو اس کے سطحی اسباب پر بحث کرکے رہ جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے مقابلہ میں تحریر فرمایا۔

"مجھے اس جگہ ان باتوں کے ذکر کرنے سے کچھ غرض نہیں۔ کہ وہ نفاق اور فساد جو ہندو اور مسلمانوں میں آجکل بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں۔ بلکہ دوسری اغراض اس کی وجوہ ہیں۔ جو دنیا کی خواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں۔"

بے شک دنیاوی ترقیات کی خواہش ایک حد تک وجہ پرخاش تھی۔ مگر اس کی تہ میں بھی اختلاف دین کا نظریہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے کیونکہ ہندو اور مسلمان کی تفریق بجز مذہبی عقائد ورسوم کے کسی اور چیز پر مبنی نہیں۔ اسلئے ان میں اتفاق کی بنیاد بھی مذہبی اصل ہی ہوسکتا ہے۔ اس سنہری اصل کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"اے مسلمانو! جبکہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلاف مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں۔ اور تم بھی اسی وجہ سے ان کو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو۔ پس جب تک اس سبب کا ازالہ نہ ہوگا۔ کبھی ممکن نہیں کہ تم میں واقعی ایک سچی صفائی پیدا ہوسکتی ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لئے میل جول بھی ہوجائے۔ مگر وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے۔ صرف اسی حالت میں پیدا ہوگی۔ جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کرلوگے۔ اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کرکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرلیں گے۔ یاد رکھو! اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صلح کرانے والا صرف یہی ایک اصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے۔ جو کدورتوں کو دھو دیگا۔ اور اگر وہ دن آگئے ہیں۔ کہ یہ دونو بچھڑی ہوئی قومیں باہم مل جائیں تو خدا ان کے دلوں کو بھی اس بات کے لئے کھول دیگا جس کے لئے ہمارا دل کھول دیا ہے۔" (رسالہ پیغام صلح ص ۱۸، ۱۹)

اس زریں اصل کا ذکر کرنے کے بعد اسکی خلاف ورزی کے خطرناک انجام سے بھی آگاہ کردیا ہے۔ فرمایا۔ "ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہوسکتا۔ جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سن کر کس کو جوش نہیں آتا۔" (ص ۱۳)

افسوس کہ اہل ہند نے اس درد بھری آواز پر کان نہ دھرے۔ اور نتیجہ سامنے ہے۔ مسلمان تو اپنی آسمانی کتاب کے ارشاد وان من امة الاخلا فیھا نذیر کے مطابق ساری قوموں کے رشیوں اور نبیوں کو خدا کے سچے فرستادے مانتا ہے۔ مگر ہندو اور ان میں سے آریوں نے پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرکے ملک کی فضاء کو سخت مکدر کر رکھا ہے۔ گزشتہ سالوں میں یہ فتنہ خطرناک صورت اختیار کرگیا تھا اسوقت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سیرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت پیشوایان مذاہب کے سالانہ جلسے مقرر فرماکر حالات کی اصلاح فرمائی۔ اور آج پھر موقعہ ہے۔ کہ سب لوگ ٹھنڈے دل سے صلح کے اساسی قانون پر غور کرکے اسے قبول کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کیلئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے، دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ وہ بھی یہی ہے۔ کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی۔ اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کریگی کہ دوسری بلا ظاہر ہوجائیگی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہوجائیں گے۔ کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہوجائیں گے۔ سو اے ہم وطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن

ست سلاجیت

مرگی و دیوانگی کو دور کرتی۔ جذام کو شفا دیتی۔ استسقاء میں بہت مفید۔ رنگ کو نکھارتی۔ دمہ کو دور کرتی۔ پتھری کو نکالتی۔ مرد کو جوانمرد بناتی۔ بڑھاپے کی کمزوریوں کو دور کرتی۔ ذیابیطس اور سلسل البول و جریان کے لئے بہت مفید۔ غرضیکہ اعضائے رئیسہ و شریفہ کے لئے اکسیر۔ دراصل یہ اس پتھر کا جوہر ہے۔ جس میں لوہا۔ تانبا۔ چاندی۔ اور سونے کی دھاتیں ہوتی ہیں۔ گویا ان جملہ مقویات کا یہ قدرتی کشتہ ہے۔ اس لئے کہ امیر و غریب اس نعمت سے یکساں فائدہ اٹھا سکیں۔ اسکی قیمت برائے نام یعنی ایک چھٹانک کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے محصولڈاک علاوہ۔ چھٹانک سے کم روانہ نہ ہوگی۔ بازار سے ایسی اعلیٰ چیز آپ کو ایک روپیہ تولہ پر بھی نہ مل سکے گی۔ دیکھئے مخلوق خدا اسکی تعریف میں کس طرح رطب اللسان ہے

بالکل صحت ہوگئی

جناب چوہدری ابو محمد عبداللہ صاحب نمبردار کھیوہ باجوہ ڈاکخانہ گلاس والہ لکھتے ہیں کہ "پہلے آپ سے ست سلاجیت منگوائی گئی۔ جوڑوں درد سے قریباً کلی صحت ہوگئی اب ایک اور بیمار کے واسطے ضرورت ہے۔ ایک چھٹانک جلد بذریعہ وی۔ پی بھیجدیں"۔

آپ کی سلاجیت سب سے بڑھ کر رہی

جناب حکیم سید علی الدین صاحب ہیڈ مدرس اسکول جھوبہ ڈاکخانہ خاص ضلع جہلم تحریر کرتے ہیں۔ کہ "اس سے پہلے ایک چھٹانک ست سلاجیت آپ سے منگوائی تھی۔ مجھ کو زکام۔ نزلہ دوامی تھا۔ جس کا استعمال کسی دوائی نے ہو سکا۔ ہر دواری سلاجیت کی تعریف سنکر اس کا بھی استعمال کیا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ آپ کی ست سلاجیت سے الحمدللہ نزلہ دوامی اور دیگر امراض نزلہ کا میں غیر معمولی فائدہ ہوا۔ قوی امید ہے۔ کہ مسلسل استعمال سے جملہ امراض کی بیخ کنی ہو جائیگی۔ مجھکو یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ کہ آپکی ادویات کے نوائد مندرجہ اشتہار سے بھی زیادہ مؤثر ہیں۔ بدیں خط ہذا دس تولہ ست سلاجیت بذریعہ وی۔ پی ارسال فرما کر مشکور فرمائیں"۔

بالکل آرام آگیا

جناب مستری عنایت اللہ صاحب ورکشاپ ہیڈ خانکے سے لکھتے ہیں۔ کہ "ایک دفعہ پہلے بھی آپ سے ست سلاجیت منگوائی میری کمر میں سخت درد تھی۔ اس کے استعمال سے بالکل آرام آگیا۔ براہ کرم دو چھٹانک اور بذریعہ وی پی ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیجئے"

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۵۸۶۰:۔ منکہ بخت بھری بیوہ فضل احمد مرحوم قوم اعوان عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۰۲ء ساکنہ بھیرہ ضلع سرگودہا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{8}{41}$ ۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اسوقت کچھ نہیں۔ مجھے اپنے پوتوں سے مبلغ دس روپے ماہوار جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ اسکے علاوہ اگر میری وفات پر کوئی میری جائیداد ثابت ہو۔ یا اس کے دوران میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی بھی انجمن مذکور حقدار ہوگی۔ لہذا یہ چند حروف بطور سند لکھ دیتی ہوں۔

الامۃ:۔ نشان انگوٹھا بخت بھری۔ گواہ شد: غلام رسول پوتا موصیہ۔ گواہ شد: محمد فضل الٰہی سکریٹری امور عامہ بھیرہ

نمبر ۵۹۸۷:۔ میں فاطمہ بی بی بنت نتھو خاں قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال ساکن شکار ماچھیاں ڈاکخانہ دھاریوال ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{41}$ ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائیداد مبلغ پانسو روپے کے قریب زیور ہے۔ اور مہر وغیرہ اسی رقم میں ہے میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اگر میری لاش مقبرہ بہشتی میں پہنچے یا نہ پہنچے۔ تو میں اپنی کل رقم وصیت کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالے کردونگی کوئی عذر نہیں کرونگی۔ ہاں میرے مرنے کے بعد میری اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی بھی۔۔۔ انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔ میری وصیت منظور فرما کر مجھ کو سرٹیفیکیٹ عطا فرمادیں۔

الامۃ:۔ مسماۃ فاطمہ بی بی بیوہ ... متوفی ساکن ...

الفضل کا "جوبلی نمبر" مفت

(صرف)

۳۱ر دسمبر ۱۹۴۱ء تک

"الفضل" کا جوبلی نمبر جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پچیس سالہ جوبلی کی تقریب سعید پر شائع ہوا تھا۔ اور جس کی کچھ کاپیاں ہمارے پاس موجود ہیں جماعت احمدیہ کی پچیس سالہ ترقیات کا ایمان افروز مرقع ہے اسمیں بزرگان سلسلہ اور جماعت کے اہل قلم اصحاب کے نہایت قیمتی مضامین درج ہیں۔ تین درجن کے قریب فوٹو ہیں۔ اور حجم ایکسو آٹھ صفحات ہے۔ اسکی قیمت موجودہ حالات کے لحاظ سے ایک روپیہ ہے۔ لیکن جو دوست سال بھر کیلئے پیشگی رقم دیکر روزانہ "الفضل" کی خریداری قبول فرمائینگے۔ انہیں یہ نمبر مفت دیا جائیگا۔ اور جو احباب سال کیلئے "الفضل" کے خطبہ نمبر کے خریدار بنیں گے۔ انہیں یہ جوبلی نمبر صرف چار آنہ میں دیا جائیگا۔

یہ رعایت صرف ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۱ء تک ہوگی!

پس جو اصحاب اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ جلد سے جلد رقم پیشگی ارسال فرمادیں۔ روزانہ "الفضل" کا سالانہ چندہ پندرہ روپیہ ہے۔ اور خطبہ نمبر کا اڑھائی روپیہ۔ خطبہ نمبر کی قیمت ارسال کرتے وقت جوبلی نمبر کی قیمت ۴ر بھی ساتھ ہی ارسال فرمائی جاوے۔

منیجر "الفضل" قادیان

مجرب اور خالص ادویہ

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہو تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ادویہ آپ کو مہیا کر کے دینگے۔ اس کے علاوہ ہمارے دواخانہ میں بعض خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

حب مروارید عنبری

یہ دوا دل اور دماغ کی طاقت کیلئے بے نظیر ہے۔ لمبی بیماریوں کے بعد یا زیادہ کام کرنے کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے یہ دوا اکسیر ہے۔ اس سے بعض ایسے مریضوں کو بھی جو لمبا سال سے دل کی دھڑکن و دماغ کی کمزوری میں مبتلا تھے۔ حیرت انگیز فائدہ ہوا یہ دوا تمام اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہے۔ اور مدیوں سے اطباء کی مجرب ہے۔ دواخانہ نے اور اصلاح کر کے اسے ایک بے نظیر دوا بنا دیا ہے۔ دل و دماغ معدہ یا جگر کی کمزوری ایسی نہیں جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ ایسے امراض کو بے علاج چھوڑ دینا نہایت ہی خطرناک ہوتا ہے۔ قیمت ۸۰ گولیاں چار روپے

اس کے مفید ہونے کے متعلق ذیل کا سرٹیفیکیٹ ملاحظہ فرمائیں

مکرمی محترمی جناب شیخ محمد صاحب نشتر ما کراچی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔ "میری اہلیہ صاحبہ بعارضہ سر درد تقریباً دس سال سے شدید بیمار تھیں۔ میں نامور حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج کرا کرا کر تھک گیا تھا۔ ٹیکہ جات بھی لگوائے مگر بجائے فائدہ کے بیماری میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ جولائی ۱۹۴۱ء کو سندھ کی زمین دیکھنے کیلئے نبی سر روڈ جانا پڑا۔ اسجگہ جناب بابو عطاء اللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ دواخانہ خدمت خلق سے حب مروارید عنبری منگوا کر استعمال کرائیں۔ میں نے وہ دوا منگا کر اپنے گھر میں استعمال کرائی۔ اور بفضل خداوند کریم ان کو بہت ہی فائدہ ہوا"

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن۔ ۱۹ نومبر۔ ماسکو کے کمزور مورچوں کو معلوم کرنے کے لئے جرمن فوجوں نے زبردست حملہ شروع کر دیا ہے۔ ان کا دعوٰے ہے۔ کہ روسیوں نے لینن گراڈ کی جنوبی بستیوں کو خالی کر دیا ہے۔ اور کہ انہوں نے تین روز میں دس ہزار روسی قید کئے ہیں۔ نیز یہ کہ روستوف کو شمالی روس سے کاٹ دیا گیا ہے۔

انقرہ۔ ۱۹ نومبر۔ ترکش ریڈیو کا بیان ہے کہ کاکیشیا کی طرف بڑھنے کیلئے جرمنوں نے اپنی کوششوں کو دوگنا کر دیا ہے۔ جرمن ہوائی جہازوں نے کاکیشیا کی دو بندرگاہوں پر بمباری کی۔ باکو سے آنے والی تیل کی پائپ لائن پر بھی بم برسائے گئے۔ دو بندرگاہوں میں پیراشوٹ بھی اتارے گئے۔ جنہیں روسیوں نے پکڑ لیا۔ خیال ہے کہ جرمن کرش میں ہوائی اڈے بنا کر کاکیشیا پر پیراشوٹوں سے حملہ کرینگے۔

لنڈن۔ ۱۹ نومبر۔ جرمن پروپیگنڈا منسٹر ڈاکٹر گوبلز نے اعلان کیا ہے۔ کہ جرمنی میں آٹھ برس کے لئے خوراک کا سامان جمع کر لیا گیا ہے۔ اور اتنا عرصہ برطانی ناکہ بندی کا بخوبی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

دہلی۔ ۱۹ نومبر۔ کونسل آف سٹیٹ میں فنانشل سکرٹری نے بتایا کہ ۱۹۴۲-۱۹۴۱ء میں ہندوستان کے ڈیفینس کا روزانہ خرچ ۲۵ لاکھ روپیہ ہے۔

مانچسٹر۔ ۱۹ نومبر۔ مسٹر ایمری وزیر ہند نے آج یہاں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے مسئلہ کا حل باتوں سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ضروری شرط یہ ہے۔ کہ پہلے ہندوستانیوں میں اتفاق ہو۔ اٹلانٹک چارٹر کو ہندوستان پر عائد کرنے کی کوشش فضول ہے۔ اس کا اطلاق صرف ان ملکوں پر ہو سکتا ہے جہاں کے لوگ متفقہ طور پر اپنے لئے کوئی طرز حکومت پسند کرنا چاہیں۔ ہندوستان میں یہ بات نہیں۔ وہاں نہ ایک قوم ہے نہ تمام ہندوستانی ایک طرز کی حکومت پر متفق ہیں۔ ہندوستان کے مستقبل کے فیصلہ کا انحصار ہندوستانیوں کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ ہندوستان اس وقت مشرقی ممالک کے لئے اسلحہ گھر کا کام دے رہا ہے۔

لنڈن۔ ۲۰ نومبر۔ نائب وزیر ہند نے اعلان کیا ہے کہ اس وقت بیس لاکھ ہندوستانی فوج میں ہیں۔ اور ہمارے تجارتی جہازوں کے عملہ کے بیس فیصدی ملازم ہندوستانی ہیں۔ ہندوستانیوں کی اکثریت ملک معظم کی وفادار ہے۔

واشنگٹن ۱۹ نومبر۔ تعلقات خارجہ کی کمیٹی کے ایک ممبر نے ایک بیان میں کہا کہ جاپان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اب آخری فیصلہ کا وقت آگیا ہے۔ اگر وہ بحرالکاہل میں جنگ چاہتا ہے۔ تو امریکہ بھی تیار ہے۔ اور اگر وہ صلح چاہتا ہے تو اُسے چین کو خالی کرنا پڑے گا۔ ہم چین کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔

سائیگاں ۱۹ نومبر۔ روسی فوجوں سے بھرا ہُوا ایک جہاز سبسٹاپول سے بھاگ کر ترکی کی ایک بندرگاہ میں پناہ گزین ہو گیا۔ ترکی گورنمنٹ نے اسے نظر بند کر دیا ہے۔

واشنگٹن ۱۹ نومبر۔ ورجینیا کی دو کانوں کے مزدوروں نے ہڑتال کی تھی۔ اور ان سے ہمدردی کے طور پر ۴۳ مزید کانوں کے مزدوروں نے کام بند کر دیا ہے۔ کینچو کی ۳۲ کانوں میں بھی آج ہڑتال کا اندیشہ ہے۔ مغربی ورجینیا کے مزدور لیڈروں نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس ریاست کی ۵۰۰ کانوں میں بہت جلد ہڑتال ہو جائے گی۔ ذمہ وار حلقوں کی رائے ہے کہ ہڑتالوں کے انسداد کے لئے مسٹر روزویلٹ کوئی سخت قدم نہ اٹھائینگے تاہم پچاس ہزار فوجوں کو حکم ہے کہ کانوں پر قبضہ کے لئے تیار رہیں۔ کان کنوں کی یونین نے اعلان کیا ہے کہ ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر مزید ایک لاکھ مزدور ہڑتال کرنے والے ہیں۔ مسٹر روزویلٹ ان ہڑتالوں سے پریشان ہیں۔ اور آئیندہ ہفتہ سینیٹ میں آئے دن کی ہڑتالوں کے انسداد کے لئے ایک بل پیش ہوگا۔

برطانیہ میں قانون ہے۔ کہ جو شخص عدالت میں حلفیہ بیان دے۔ کہ وہ جنگ کے خلاف ہے۔ تو اسے جنگی خدمات سے مستثنٰی کر دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو برطانیہ سے امریکن کارخانوں میں کام کیلئے لایا جائے گا۔

واشنگٹن ۱۹ نومبر۔ صدر روزویلٹ نے مزدوروں کی کانفرنس کے نام پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں ان سے خواہش کی ہے۔ کہ وہ بیرونی ایجنٹوں کے اشتعال میں نہ آئیں۔ اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے ڈیفنس کے پروگرام کو نقصان پہنچے۔ مسٹر وینڈل ولکی نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ مزدوروں کے متعلق اپنی پالیسی میں روزویلٹ گورنمنٹ بالکل ناکام رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ مزدوروں کو وزارت میں ایک عہدہ دیا جانا چاہیئے۔

لنڈن ۲۰ نومبر۔ جرمنوں نے آج اچانک حملہ کر کے روستوف پر قبضے کی کوشش کی۔ شدید جنگ ہو رہی ہے۔

واشنگٹن ۲۰ نومبر۔ امریکہ کے وزیر بحر نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ کے مسلح تجارتی جہاز سات آٹھ روز میں شمالی بحر اوقیانوس کے جنگی رقبوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

ہردوار ۱۹ نومبر۔ گوروکل کانگڑی یونیورسٹی میں ایک گئوشالہ اور چراگاہ قائم کرنے کے لئے انبالہ کی ایک فرم نے ۶۷ ہزار روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔ اس فرم نے ۷½ ہزار روپیہ ایک اور مد میں بھی دیا ہے۔

واشنگٹن ۲۰ نومبر سرکاری حلقوں کی خبر ہے کہ پیٹاں گورنمنٹ سے جنرل ویگان کو نکال دیا گیا ہے۔ اور شمالی فرانسیسی افریقہ کی گورنری سے بھی علیحدہ کر دیا گیا ہے ان کی جگہ اب موسیو لاوال کو حکومت میں لیا جائے گا۔ یہ بھی افواہ ہے۔ کہ جنرل موصوف کو نظر بند کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ فرانس پوری طرح جرمنی سے تعاون کرنے والا ہے۔

انقرہ۔ ۱۹ نومبر۔ نازی پریس چیف نے ہوکل اپنے چھ اسسٹنٹوں کے ساتھ یہاں پہنچا ہے۔ اتاترک کمال پاشا کی قبر پر پھولوں کے ہار نچھاور کئے۔

لنڈن ۱۹ نومبر۔ آج لنڈن ٹائمز نے لیڈنگ آرٹیکل میں لکھا ہے۔ کہ ملک معظم کی حکومت کو ہندوستان کی گتھی سلجھانے کی ایک اور کوشش کرنی چاہیئے اسیرانِ سیاسی کی رہائی اس کا پہلا قدم ہوگا۔

دہلی۔ ۱۹ نومبر۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں سوال کیا گیا۔ کہ ہندوستانی ہوا بازوں کو جرمنی پر حملوں کے لئے روسی محاذ پر بھیجا جاتا ہے۔ ڈیفنس سکرٹری نے کہا۔ کہ کچھ ہوا بازوں نے ان حملوں میں ضرور حصہ لیا ہے۔

دہلی۔ ۱۹ نومبر۔ ہندوستان میں اب ایسی لکڑی بمقدار کثیر مل گئی ہے۔ جو ہوائی جہازوں کی تعمیر میں کام آ سکتی ہے۔ صنوبر کی لکڑی اسوقت زیر استعمال ہے۔ بعض دیگر اقسام کے متعلق بھی تجربات کئے جا رہے ہیں۔

لنڈن۔ ۲۰ نومبر۔ برطانوی فوجوں نے سرینیکا (لیبیا) میں ایک نیا اور زبردست حملہ شروع کیا ہے۔ جو منگل کی صبح کو ہوا اور پہلے ہی دن دشمن کو پچاس میل پیچھے ہٹا دیا گیا۔ برطانی سپاہی جرمنوں کو خاص طور پر نشانہ بنا رہے ہیں۔ یہ کامیابی موسم کی سخت خرابی کے باوجود ہوئی ہے۔ اور یہاں گویا جرمنی کے لئے دوسرا محاذِ جنگ پیدا کیا گیا ہے۔ آج پہلی بار روم کے اطالوی اعلان میں اس حملہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ لڑائی ایک سو تیس میل لمبے محاذ پر لڑی جا رہی ہے۔ انگریزی ہوائی جہاز اپنی فوجوں کو گراں قدر امداد دے رہے ہیں۔ انہوں نے پہلے ہی روز دور دور تک دشمن کے ٹھکانوں پر حملے کئے۔

لنڈن ۲۰ نومبر روسی اعلان کے مطابق جرمنوں نے ماسکو کے محاذ پر تولا میں ایک نیا حملہ شروع کیا۔ دو جگہ حالت نازک ہے۔ کالینن کے محاذ پر ایک جگہ روسی مورچے ٹوٹ گئے۔ کرش خالی کر دیا گیا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی